"تبلیغی جماعتوں کیلئے چند ضروری مشورے"

مرتبہ

محمد منظور نعمانی و سید ابوالحسن علی ندوی

(بمشورہ بعض اکابر "دعوت تبلیغ" بستی نظام الدین دہلی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

[تبلیغ کے لئے نکلنے والی جماعتیں اگر بار بار ان "مشوروں" کا مطالعہ اور مذاکرہ کرتی رہا کریں تو انشاء اللہ ان کو بہت زیادہ فائدہ ہوگا]۔

(۱) جب کسی تبلیغی جماعت کے ساتھ نکلنا ہو تو سب سے پہلے نیت کو خالص کرو اور ہر مقصد سے یکسو ہو کر صرف رضاء الٰہی اور اجر آخرت کو اپنا مقصود بناؤ، اور قرآن و حدیث میں اس دینی کام پر اجر و ثواب اور اللہ کی خوشنودی کے جو جو وعدے کئے گئے ہیں ان کو یاد کر کے اور ان کا اچھی طرح دھیان کر کے، انہی کی امید اور طمع میں اس راستہ میں قدم رکھو، اور اس تبلیغ کو دراصل اپنے فرض کی ادائے گی اور اپنی ہی اصلاح و تربیت اور اپنی دینی ترقی کا ذریعہ سمجھو۔

[اس تبلیغی کام میں اپنی اصلاح و تربیت اور دینی و روحانی ترقی کے جو خاص خاص اور عجیب و غریب پہلو ہیں، عمل اور تجربہ سے پہلے ان کا تصور اور اندازہ کرنا بھی مشکل ہے]۔

(۲)۔ تبلیغ کو عبادت، اور سنت انبیاء اور رضاء الٰہی کا اعلیٰ ذریعہ سمجھتے ہوئے اس سلسلے کے اپنے کھانے پینے اور کرایہ وغیرہ کے جملہ مصارف خود برداشت کرنے کی ہمت کرو، بلکہ وسعت ہو تو اپنے ان نادار ساتھیوں پر بھی خرچ کرنے کی سعادت حاصل کرو جن میں دین کا جذبہ اور شوق ہو، لیکن اپنی تنگدستی سے مجبور و لاچار ہوں۔ (لیکن نادار ساتھیوں پر یہ خرچ کرنا پرانے تجربہ کار رکنوں کے مشورہ کے مطابق اصول اور طریقہ سے ہونا چاہئے اس میں بہت سے لوگوں سے ناواقفی کی وجہ سے غلطیاں ہو جاتی ہیں۔

جن کی وجہ سے نتائج اچھے نہیں نکلتے)

(۳) بہتر ہے کہ روانگی کے وقت تمام رفقاءِ جماعت کسی مسجد میں جمع ہو جائیں اور اگر مناسب وقت ہو تو پہلے وضو کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھیں (لیکن ہمیشہ اس کا التزام نہ کیا جائے) پھر سب اہل جماعت اپنی عاجزی و بے بسی اور ناکارگی کو اللہ کے سامنے رکھ کے کامل الحاح اور زاری کے ساتھ توفیقِ عمل اور استقامت کی، اور سفر میں سہولت اور صلاح و تقوے کی اور دعوت کی قبولیت کی، اللہ تعالےٰ سے دعا مانگیں، اور نفس کے کید اور شیطان کے شر سے اوس کی پناہ طلب کریں، اور اللہ کو یاد کرتے ہوئے، اور اسی سے لو لگائے ہوئے مسجد ہی سے روانہ ہو جائیں، جس طرح کے عہد نبوی کے دینی قافلے مسجد نبوی سے روانہ ہوا کرتے تھے

---

(۴) روانگی ہی کے وقت ساتھیوں میں سے کسی اچھے اور سمجھ دار و تجربہ کار آدمی کو اپنا "امیرِ جماعت" منتخب کر لیا جائے۔ اسیطرح ایک "معلم" بھی مقرر کر لیا جائے، جو جماعت کا تعلیمی کام اچھی طرح کرا سکے[۱]

---

[۱] جماعت کے طریقہ تعلیم اور اس کے اصول کی تفصیل یہاں نہیں کیجا سکتی لہذا اس کو اس تبلیغی کام کے خاص تجربہ کاروں ہی سے دریافت کیا جائے، کچھ اصولی اور اجمالی بات رسالہ "نصرت دین" میں بھی دیکھی جا سکتی ہے -۱۲

(۵) تمام رفقاء جماعت کو چاہیئے کہ اپنے امیر کے ساتھ نیک گمانی رکھیں، اُس کو اپنا شفیق اور بہی خواہ سمجھیں اور اُس کے کہنے پر چلیں۔

(۶) لیکن امیر کو چاہیئے کہ اپنے کو جماعت کا صرف خادم سمجھے اور مشاورت اور ترغیب و حکمت سے کام لے، اپنے کو صاحب سیادت و حکومت ہرگز نہ سمجھے، نیز پوری جماعت کی خیر خواہی کے بارے میں اپنے آپ کو عنداللہ ذمہ دار اور جوابدہ سمجھے

(۷) نیز امیر کو چاہیئے کہ تقسیم کار میں اور پروگرام بناتے وقت، غرباً اور ضعفاء کا خاص لحاظ رکھے۔

(۸) جب امیر کسی معاملہ میں مشورہ چاہے تو پورے خلوص سے مشورہ دینا چاہیئے، لیکن پھر شوریٰ کے بعد جو کچھ طے ہو جائے اُسی کے مطابق خوشی سے عملدرآمد کرنا چاہیئے، اور اس میں اللہ سے بہتری کی دعا کرنی چاہیئے۔

(۹) اگر کسی معاملہ میں کسی رفیق کے ساتھ خدانخواستہ اختلاف و نزاع ہو جائے اور باہم فیصلہ نہ ہو سکے تو امیر جماعت کی طرف رجوع کیا جائے، اور اس کے فیصلہ کے مطابق صلح صفائی کر لی جائے۔

(۱۰) اگر کچھ دیر کے لئے کہیں جانا ہو تو امیر کو اطلاع دے کر اور اجازت لیکے جانا چاہیئے۔

(۱۱) جماعت میں نماز کی امامت کے لیے امیر اُس شخص کا انتخاب کرے جو دینی علم و عمل میں ممتاز ہو، اور اگر جماعت کے نزدیک خود امیر ہی اس کے لئے زیادہ موزوں ہو تو وہ خود ہی امامت کرے۔

(۱۲) اگر کسی جگہ کوئی صاحب کسی فردِ جماعت سے "تبلیغ" کے بارہ میں کچھ پوچھیں یا کوئی اور دینی بات دریافت کریں تو اُن صاحب کو امیرِ جماعت کے پاس پہنچا دیا جائے اور خود اُن کے جواب کی کوشش بالکل نہ کی جائے۔ پھر اگر امیر مناسب سمجھے تو خود اُن سے باتیں کرے، ورنہ جس کو اس کام کا زیادہ اہل سمجھے اُس کے سپرد کر دے۔ اور جو صاحب بھی جوابات دیں وہ صرف اتنی ہی بات بنائیں جس کا اُن کو اچھی طرح علم ہو، اور جن چیزوں کا انھیں کافی علم نہ ہو اُن کے بارہ میں اپنی ناواقفیت کا صاف اظہار کر دیں۔

(۱۳) اگر پوری جماعت کا کھانے وغیرہ کا انتظام مشترک ہو تو غربا کی وسعت واستطاعت کا خاص لحاظ رکھا جائے۔ اور اگر کچھ حضرات ایسے ہوں جن کی عادت یا حفظ صحت کا تقاضا کسی خاص قسم کے کھانے کے لئے ہو تو اُن کے لئے علیحدہ انتظام کر لیا جائے۔ بہر حال کھانے وغیرہ کے مشترک مصارف میں غربار کی حد برداشت کا لحاظ ضروری ہے۔

(۱۴) نیز مشترک انتظام کی صورت میں تمام شرکار بجائے خود یہ نیت ضرور کر لیا کریں کہ ہمارا حصہ تمام ساتھیوں کے لئے مباح ہے، اتنی نیت کر لینے سے انشار اللہ اُن کو بہت بڑا اجر و ثواب ملے گا، اور اپنے کسی ساتھی پر کوئی بوجھ اور کسی حق کا مواخذہ نہیں رہے گا۔ اور اس سے بھی زیادہ آسان اور بہتر صورت یہ ہے کہ کھانے وغیرہ کے انتظام میں جماعت بیت المال کے اصول پر عمل کرے

(۱۵) اگر کسی ساتھی کی کوئی کوتاہی یا غلطی دیکھی جائے تو اصلاح اور خیر خواہی

کی نیت سے صرف امیر کو اس کی اطلاع دیدی جائے، اور پھر معاملہ کو امیر پر چھوڑ دیا جائے۔

(۱۶) امیر کو چاہیئے کہ کبھی کبھی سب ساتھیوں کے ساتھ بیٹھ کر ایک اجتماعی محاسبہ کرے اور جن رفتار کی غلطیوں یا کوتاہیوں کا علم ہو، اُن کو نامزد کئے بغیر، اصلاح کے پیرایہ میں صرف غلطیوں کا ذکر کر دے اور اس کے واسطے بھی حتی الوسع ایسا لطیف پیرایہ اختیار کرے کہ دوسرے لوگ غلطی کرنے والوں کی تعیین کے بارہ میں قیاس آرائی بھی نہ کر سکیں۔ بہر حال جہاں تک ہو سکے اصلاح کے لئے خطاب عام ہی اختیار کیا جائے، اگر خود امیر سے کوئی غلطی ہو جائے تو اُس کو بھی خود ہی مناسب طریقہ سے صفائی کے ساتھ بیان کر دے۔

(۱۷) ہر رفیق جماعت کو چاہیئے کہ وقتاً فوقتاً خود بھی خیال کرکے اپنے طرز عمل، اپنے اوقات اور اپنی نیت کا جائزہ لیتا رہا کرے۔

---

(۱۸) جماعت جہاں پہونچے اگر کوئی مجبوری نہ ہو تو وہاں کی کسی بڑی اور آباد مسجد میں قیام کرے، اور اگر کام کی مصلحت سے کسی اور جگہ قیام کرنا مناسب ہو تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(۱۹) اگر مسجد ہی میں قیام کیا جائے تو مسجد کے احترام اور صفائی کا خاص خیال رکھنا ضروری ہے

(۲۰) یہ بھی ضروری ہے کہ اوقات نماز وغیرہ میں وہاں کے مستقل نمازیوں کا اتباع کیا جائے، اور جماعت کی وجہ سے انہیں کوئی اذیت

نہ پہنچے، اور کسی قسم کی اُن کی حق تلفی نہ ہونے پائے۔

(۲۱) بالفرض اگر کسی سے عاریۃً کوئی چیز لی جائے تو ضرورت پوری کر کے جلد سے جلد پورے اہتمام سے حتی الوسع انہی صاحب کو واپس کی جائے جن سے لی گئی تھی۔

(۲۲) جماعت میں جو حضرات ذکر بالجہر کے عادی ہوں وہ دو باتوں کا خاص طور پر خیال رکھیں۔ ایک یہ کہ اُن کے ذکر کی آواز سے لوگوں کی نمازوں میں خلل نہ پڑے، دوسرے یہ کہ کسی کی نیند میں بھی خلل واقع نہ ہو۔ ہاں اگر اس بارہ میں ساتھیوں کی رضا مندی معلوم ہو تو پھر مضائقہ نہیں۔

---

(۲۳) سارے تبلیغی سفر کے دوران میں تمام گناہوں کی باتوں اور گناہ کے کاموں سے بچنے کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیئے۔ حتیٰ کہ فضول اور لایعنی باتوں اور غیر متعلق تذکروں سے بھی زبان کی حفاظت کرنی چاہیئے اور صرف اپنے اصلی کام ہی سے سروکار رہنا چاہیئے، یعنی تعلیم کے وقت میں تعلیم، تبلیغ کے اوقات میں تبلیغ، فارغ اوقات میں اللہ کا ذکر، قرآن پاک کی تلاوت، یا دینی کتابوں کا مطالعہ یا اپنے رفیقوں کی خدمت یا اُن کے ساتھ بیٹھ کر موضوع سے متعلق کوئی مفید دینی مذاکرہ۔ بہر حال اس سفر میں نکلنے کے بعد اپنا وقت بالکل ضائع نہ کیا جائے، اور اپنی دینی اصلاح و ترقی کے لئے اس زمانے کے ایک ایک لمحہ کو غنیمت سمجھا جائے اور کوشش کی جائے کہ یہی طریقہ زندگی ہماری مستقل عادت اور طبیعت ثانیہ

بن جائے۔

(۲۴) اس پورے سفر میں ذکر و تلاوت وغیرہ کے اپنے تمام معمولات کو حتی الوسع ہمت و عزیمت کے ساتھ نباہنے کی کوشش کی جائے، بلکہ ہو سکے تو اس زمانے میں ان کی مقدار کچھ بڑھائی جاوے، اور اگر پہلے سے کوئی معمول نہ تھا تو اب مقرر کر لیا جائے، جس کو سفر کے بعد بھی جاری رکھا جائے

(واقعہ یہ ہے کہ اگر اس سفر میں بھی اپنے کو ان اچھی باتوں کا عادی نہ بنایا گیا، اور کم از کم تہجد اور ذکر و تلاوت اور دین کے لئے محنت و مشقت اور مسلمانوں کے اکرام اور اُن کی خدمت کی عادت اس زمانہ میں بھی نہ ڈالی گئی تو سمجھنا چاہیئے کہ بڑا گھاٹا رہا۔

---

(۲۵) تمام ساتھیوں کے ساتھ انتہائی خلوص اور محبت کا برتاؤ کیا جائے اپنے ہر بڑے کی عظمت، چھوٹوں پر شفقت، اور ضعیفوں کی خدمت کو اپنا دستور بنایا جائے۔

(۲۶) دوسروں کی راحت کو اپنی راحت سے مقدم سمجھا جائے، اور جو اپنے لئے لینا۔ ہو وہی دوسروں کے لئے بھی چاہا جائے، اور اپنے کو کسی کے مقابلہ میں بھی قابل ترجیح نہ سمجھا جائے۔

(۲۷) لڑائی جھگڑے سے بہت بچا جائے، غصہ کو پی جانے اور ضبط کرنے کی عادت ڈالی جائے اور اس کے صلہ میں اللہ تعالےٰ سے اجر عظیم

کی توقع رکھی جائے۔

(۲۸) اپنے نفس کی طرف سے کبھی مطمئن نہ ہونا چاہیئے، اور دوسروں کے باطن کے متعلق ہرگز بری رائے قائم نہ کرنی چاہیئے، اور یقین رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ نے خیر کی بہت سی باتیں ہر مسلمان میں ودیعت فرمائی ہیں، اور کوئی مسلمان بھی خیر کے عنصر سے بالکل خالی نہیں ہوتا ہے، لہذا ہر مسلمان میں خوبیوں کو تلاش کرنا چاہیئے، اور اللہ سے دعا کرنی چاہیئے کہ وہ ہم کو بھی اُن خوبیوں میں سے حصہ دے، اور ہمارے اندر شر و فساد کا جو مادہ ہے اُس سے اپنے تمام بندوں کو محفوظ رکھے، اور دوسروں کے شرور سے ہماری حفاظت فرمائے۔

(۲۹) رفقاء جماعت کے علاوہ اور بھی جن لوگوں سے واسطہ پڑے، خواہ وہ بالکل اجنبی ہی کیوں نہ ہوں بلکہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں سب کے ساتھ اچھی طرح اور اسلامی اخلاق سے پیش آنا چاہیئے اور اس کی پوری احتیاط کرنی چاہیئے کہ اللہ کے کسی بندہ کو تم سے ایذا نہ پہونچے۔ ان حدیثوں کا مضمون برابر پیش نظر رکھا جائے

(۱) اِرْحَمُوا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَاءِ	تم زمین کے بسنے والوں پر ترس کھاؤ آسمان والا تم پر رحمت کرے گا۔
(۲) مَنْ لَّا یَرْحَمْ لَا یُرْحَمْ	جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جائیگا۔

(۳۰) رفقاء جماعت میں جو لوگ دین کی اچھی واقفیت رکھنے والے ہوں وہ اپنے کم

واقف ساتھیوں کو دین سکھانے پر اور کم واقفیت رکھنے والے دین سیکھنے پر، اس سفر کے دوران میں خاص طور سے توجہ کریں۔ تعلیمی پروگرام پورے اہتمام سے معلم جماعت کی نگرانی میں ہر روز پورا کیا جائے، روزانہ دین کا جتنا علم حاصل کیا جائے کوشش کی جائے کہ ساتھ ہی ساتھ اس پر عمل کرنے کی عادت بھی پڑتی جائے، یہ چیز آپ کے لئے اس تبلیغی سفر کے زمانے میں بہ نسبت گھر کے بہت زیادہ آسان ہو گی۔

(۳۱) ساتھیوں میں خیر و محاسن کی تلاش اور اُن سے استفادہ کی خصوصی کوشش کی جائے، مثلاً اہل الذکر کی صحبت سے ذکر کا ذوق اور اہل خشیت سے خشیت کی کیفیت کا سبق لیا جائے، اور جو اچھی نمازیں پڑھتے ہوں اُن کو دیکھ دیکھ کر اپنی نمازوں کی اصلاح اور ترقی کی کوشش کی جائے اسی طرح جس ساتھی میں جو خوبی نظر آئے اُس کی حرص اور اُس کے حاصل کرنے کی کوشش کی جائے

تبلیغی گشت کے متعلق چند اہم مشورے

(۳۲) تبلیغی گشت کے لئے عام حالات میں ایسے وقت نکلنا زیادہ مناسب ہوتا ہے جبکہ کسی نماز کا وقت قریب ہو تاکہ لوگوں کو اسی وقت نماز کے لئے مسجد میں جمع کیا جا سکے، اور وہیں ان کے سامنے تفصیلی دعوت بھی پیش کی جا سکے۔

(۳۳) نیز اس کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے کہ جن لوگوں میں گشت کرنا ہو وہ وقت انکی زیادہ مشغولیت کا نہ ہو۔

(۳۴) اگر کسی ادارہ (مدرسہ یا کالج یا کارخانہ یا دفتر) میں گشت کرنا ہو تو پہلے اسکے ذمہ دار

منتظمین سے ضروریات کر لیجاوے اور اُن کو اچھی طرح مطمئن کر دیا جاوے

(۳۵) پھر جماعت جب گشت کیلئے نکلنے لگے تو کام کی عظمت و اہمیت اور اپنی عاجزی و ناکارگی کو اللہ تعالےٰ کے سامنے رکھ کے پورے الحاح اور زاری کے ساتھ اس سے نصرت اور توفیق کی دعا کی جاوے

(۳۶) اس کے بعد امیر جماعت خود یا کسی دوسرے رفیق کے ذریعہ گشت کے متعلق ضروری ہدایات کر دے مثلاً یہ کہ وقار کے ساتھ اور باہم مجتمع ہو کر چلیں، لہو و لعب اور لایعنی میں بالکل مشغول نہ ہوں، نظریں نیچی رکھیں، دل کا تمام تر دھیان اللہ کی طرف رہے اور زبانیں اس کے ذکر سے تر رہیں، جو آدمی کسی کام میں اسدرجہ مشغول و منہمک ہو کہ اُسوقت آپکی طرف توجہ کرنے ہی پر آمادہ نہ ہو اُس سے اُسوقت مخاطب نہ ہوں علی ہذا جو شخص کج بحثی کرے اُس سے بھی خوبصورتی کے ساتھ درگذر کیا جائے۔

(۳۷) امیر اس طرح کی ضروری ہدائتیں دینے کے بعد جماعت میں سے کسی مناسب رفیق کو جو اس کا اہل ہو متولی کلام مقرر کر دے (اور اگر مناسب سمجھے تو اپنے ہی کو متولی کلام مقرر کر لے) پھر گشت میں تبلیغی گفتگو صرف وہی کرے، اور دوسرے رفقاء خاموشی کے ساتھ ذکر و دعا میں مشغول رہتے ہوئے ساتھ رہیں)

(۳۸) مخاطب جس طرح کا اور جس مرتبہ کا ہو اُس سے تبلیغی گفتگو اُس کی حیثیت کے مطابق کرنی چاہیئے۔ مثلاً اگر کسی ایسے عامی شخص سے بات کی جائے جس کو تمھارے اندازے میں کلمہ اور نماز کی بھی تلقین و تعلیم کی ضرورت ہے تو سلام مسنون کے بعد اُس سے اس طرح بات کی جائے

"تم ہمارے مسلمان بھائی ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم دو خاص باتیں سب سے فرمایا کرتے تھے وہی ہم تم سے بھی کہنا چاہتے ہیں۔ ایک یہ کہ حضور جس کلمہ کو دنیا میں پھیلانا چاہتے تھے اور جس کے

واسطے آپ نے مدۃ العمر طرح طرح کی تکلیفیں اٹھائیں ہم اور آپ سب اُس کے خادم بنجائیں خود بھی ادب اور شوق کے ساتھ اس کو پڑھ پڑھ کے ایمان تازہ کیا کریں اور دوسرے لوگوں سے بھی اس کے واسطے کہا کریں ——

اور دوسری بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کلمہ کے بعد نماز کی تاکید فرمایا کرتے تھے، تو ہم سب پابندی سے نماز پڑھا کریں گے [اور دوسروں کو بھی اس کی کوشش کرائیں] اب پہلے آپ ہمارا کلمہ سُن لیں اور پھر ہم کو اپنا سنادیں۔ (اس کے بعد متولی کلام کلمہ پڑھکر سنائے اور اس کا سادہ مطلب بیان کرے۔ پھر اس شخص سے سُنے، اور اگر کوئی غلطی ہو تو نہایت محبت اور عاجزی کے ساتھ درستی کی کوشش کرے۔)

اس کے بعد اس شخص سے کہا جائے کہ فلاں نماز کا وقت بھی قریب ہے، ہم آپکی بستی کی اسی مسجد میں نماز پڑھیں گے آپ بھی ہمارے ساتھ مسجد تک چلیں اور ہمارے ساتھ ہی نماز پڑھیں، اگر وہ کپڑے کی ناپاکی وغیرہ کا عذر کرے تو بہت خوشامد سے اس سے کہیں کہ اسوقت تم ہمارے کپڑے سے نماز پڑھ لو آیندہ کے لئے کپڑے دھو لینا۔ الغرض اس کے عذر کے دفع کرنے میں حتی الوسع اس کی پوری مدد کی جائے، (لیکن اُس کو اس طرح تنگ نہ کیا جائے کہ وہ چڑنے لگے) بہر حال اس تبلیغی گشت میں جن لوگوں سے ملنا اور بات کرنا ہو اُن کو ساتھ لینے اور مسجد تک اپنے ساتھ لانے کی خوشامدانہ انداز میں پوری کوشش کی جائے تاکہ بار بار کلمہ اور نماز کی تلقین سن سن کر وہ اور پختہ ہو سکیں، اور اس طریق کار کو اچھی طرح دیکھ بھی سکیں اور پھر مسجد میں سب کے سامنے اپنی دعوت بھی پوری تفصیل سے پیش کی جا سکے۔

اور اگر آپ کے مخاطب کوئی پڑھے لکھے صاحب ہوں جو آپ کے اندازہ میں دین سے لگاؤ بھی رکھتے ہوں تو سلام مسنون کے بعد اُن سے اسطرح بات کی جائے

"یہ تبلیغی جماعت محض تبلیغ اور خدمت دین کے لئے یہاں آئی ہے، دین کی اسوقت جو حالت ہے وہ آپ حضرات کو ہم سے زیادہ معلوم ہے۔ غرض یہ ہے کہ بہت سے مسلمان کلمہ اور نماز تک سے ناآشنا ہیں، ایسی حالت میں اگر آپ جیسے حضرات دین کیلئے نہ اُٹھیں گے تو خطرہ ہے کہ دین کا جو نام و نشان باقی ہے کہیں وہ بھی نہ مٹ جائے —— ہم سب کو سوچنا چاہیئے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانے میں ہوتے تو لوگوں کو دین سے واقف کرنے کے لئے، اور ان کی اصلاح کیواسطے کتنی کوششیں فرماتے —— ہم لوگ جیسا کچھ ہم سے بن پڑتا ہے ایک خاص طریقے سے یہ خدمت کرتے ہیں، ہماری عاجزانہ درخواست ہے کہ اس وقت کے اس تبلیغی گشت میں آپ بھی تھوڑی دیر کے لئے ہمارے ساتھ شریک ہو جائیں، اس سے ہمارے کام میں مدد ملے گی، اور آپ کو انشاء اللہ اس کا اجر و ثواب ملے گا۔ پھر اگر یہ کام آپ کو بھی اچھا معلوم ہو تو آپ اپنے یہاں بھی اسی طریقہ پر کام کرنا شروع کر دیں۔"

بہر حال جس طرح کے آدمی سے خطاب کیا جائے اُس سے اُسی کے درجہ کے مطابق گفتگو کی جائے —— اور ضروری نہیں ہے کہ اوپر گفتگو کا جو طریقہ تمثیلاً لکھا گیا ہے، لفظ بلفظ اس کا اتباع ہی کیا جائے، بلکہ اصل یہی ہے کہ جیسا مخاطب ہو اور جیسا موقعہ ہو اُس کے مناسب اُس سے گفتگو کی جائے، نیز اگر تبلیغی گشت میں چند چند آدمیوں کو جمع کر کے اجتماعی طور سے بات کی جائے

جب بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن اس صورت میں اس کا لحاظ رہے کہ آپ کا خطاب سب سے ہو۔

پھر اس طرح گشت کر کے، بستی کے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اپنے ساتھ مسجد میں لانے کی کوشش کی جائے، اور نماز کے بعد تھوڑی دیر کے لئے سب کو روک کے اس طریقہ پر تبلیغ کی ضرورت اور اس کے فوائد اُن کے سامنے اچھی طرح واضح کر کے تفصیل کے ساتھ اپنی دعوت ان کے سامنے پیش کی جائے، اور کہا جائے کہ وہ بھی اسی طرح اپنی ایک جماعت بنا کر اسی طریقہ پر کام کیا کریں —— نیز پوری قوت سے ان کو دعوت اور ترغیب دی جائے کہ وہ اس طریقے کار اور اس کے اصول کو اچھی طرح سمجھنے اور اُن کا تجربہ حاصل کرنے کے لئے کچھ وقت کے واسطے آپ کی جماعت کے ساتھ وہاں چلیں جہاں جماعت کے جانے کا پروگرام ہو —— پھر اگر وہ اس وقت اس کے لئے آمادہ نہ ہوں تو اُن کو ساتھ لے کر اسی ماحول میں کام کرنے اور اپنی نگرانی میں اُن سے کام کرانے کی کوشش کی جائے۔

بہرحال کسی مقام پر صرف دعوت پیش کر کے ہی مطمئن نہ ہو جانا چاہیے، بلکہ اس کی کوشش کرنی چاہیئے کہ لوگ آپ کی دعوت کو سمجھ کے اُس کے مطابق عمل پر لگ جائیں۔

آپ کا عزم اور آپ کی کوشش یہی ہونی چاہیئے۔ باقی توفیق اللہ کے ہاتھ ہے۔

(۳۹) جن لوگوں میں تبلیغ کی جائے اگر بالفرض اُن کی حالت بد سے بدتر ہو
تب بھی ہرگز اُن کی طرف سے نفرت وحقارت کو دل میں جگہ نہ دی جائے
بلکہ ان کی بدحالی سے سبق حاصل کیا جائے، اور اب تک کی اپنی بے
پروائی اور کوتاہ عملی کو بھی ان بیچاروں کی خرابی کا ذمہ دار ٹھیرایا جائے
اور اللہ تعالےٰ سے اُن کے لئے دعا اور اپنے لئے استغفار کیا جائے
اور پوری ہمہ ردی اور دل سوزی کے ساتھ خوب جی لگا کر ان میں
تبلیغ کی کوشش کی جائے، اور بار بار اس تصور کو تازہ کیا جائے ۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم بالفرض اس دنیا میں اس وقت تشریف لاتے
تو ان لوگوں کی اصلاح اور تعلیم و تربیت کے لئے کتنی کوششیں فرماتے
اور اس راہ میں کتنی تکلیفیں اُٹھاتے ۔ اور اگر یہ لوگ آپ کو اذیتیں
بھی دیتے تو آپ کس طرح صبر فرماتے ۔ لہٰذا اب حضور کی طرف سے یہ
سب کچھ ہم کو کرنا چاہیئے ۔

(۴۰) اگر کسی جگہ اور کسی طبقہ کے لوگ جماعت کے ساتھ اچھی طرح پیش نہ آئیں
اور تمسخر و استہزا کریں، یا کسی مقام کے لوگ دعوت کو بالکل قبول
نہ کریں، یا کسی اور طرح کی تکلیفیں پیش آئیں تو ہمت نہ ہاریں اور بالکل
بددل نہ ہوں، اور یوں سمجھیں کہ یہ بھی انبیاء علیہم السلام اور ان کے
ساتھیوں کا ورثہ ہے، اور اس راہ میں اجر بقدر جہد ہے، اور اس میں
ہماری تربیت ہے، نیز ایسے مواقع پر اپنی عاجزی اور کمزوری کو
اللہ کے سامنے رکھ رکھ کے اور اپنی خطاؤں کا اقرار کرکے بڑے الحاح
اور زاری کے ساتھ اپنے گناہوں سے استغفار کریں، اور آزمائش سے نجات
اور سہولت و ثابت قدمی کی دعائیں مانگیں ۔

آخری بات یہ یاد رکھنی چاہیے کہ "تبلیغ" ایک ایسا عملی کام ہے کہ جب تک اس کے پرانے تجربہ کاروں کی معیت اور نگرانی میں آپ کچھ دنوں اس کا عملی تجربہ حاصل نہ کریں گے، صرف اس طرح کی تحریریں پڑھ کر یا صرف سن سنا کر عملاً اس پر قابو پانے میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔

فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وَأُولَٰئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝

ناشر

ادارہ تعلیمات اسلام

امین آباد پارک لکھنؤ

(مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ)